ضرورتِ وحی

از قلم حضرت علامہ مولانا شمس الحق صاحب افغانی

دلیل اتباعی میں بجائے اس کے کہ آپ کی دی ہوئی تحریر کی اصلاح کی جاتی یہ مناسب سمجھا گیا کہ از سرِ نو مرتب کی جائے۔ لہذا جدید تحریر کی صورت میں اسکو بھیج رہا ہوں۔ (شمس الحق افغانی)

۹۔ دلیلِ اتباعی

کائنات میں اتباع کی حقیقت موجود ہے جس سے انکار کی گنجائش نہیں، محکوم حاکم کی اولاد والدین کی، اور شاگرد استاد کی، نوکر افسر کی، ممنونِ احسان افراد اپنے محسنوں کی، ناقص افراد باکمال افراد کی اطاعت اور اتباع کرتے ہیں۔ اور یہ اتباعِ نظامِ عالم کے لئے ایک فطری جذبہ ہے۔ جس کا محرک فطری شعور ہے۔ دنیا عالمِ اسباب ہے۔ اس لئے یہاں کا ہر فعل و عمل کسی نہ کسی سبب سے وابستہ ہے۔ اس ضابطہ کے تحت اطاعت و اتباع کا وجود بھی وابستہ اسباب ہے۔ اتباع کے تمام شعبوں پر اگر غور کیا جائے تو اس کے بنیادی اسباب چار ہیں۔ حسن[۱]۔ احسان[۲]۔ حاکمیۃ[۳]۔ رحمۃ[۴] و شفقت۔ ان چار اسباب میں سے کسی جگہ اگر ایک سبب بھی موجود ہو اگرچہ کمزور درجہ میں ہو تو اس پر اطاعت و اتباع کا مرتب ہونا عقلاً لازمی قرار پاتا ہے۔

۱۔ حسن کی دو قسمیں ہیں حسن ظاہری و باطنی۔ ظاہری حسن ایک انسان کی خوبصورتی، وضع قطع کے تناسب اور اعتدال کا نام ہے۔ جب یہ وصف کسی فرد میں موجود ہو تو وہ اپنے عاشقوں کی نگاہ میں محبوب بن جاتا ہے۔ اور عاشق ایسے معشوق کے ہر ایک حکم کی اطاعت

اتباع کو لازمی سمجھتا ہے اگرچہ اس اتباع میں اسکو جان کھپانی پڑے۔ عشاق اور معشوقین کی تاریخ میں اتباع عشاق کے سینکڑوں ایسے کارنامے آپ کو ملیں گے جن سے انکی سرفروشانہ اتباع کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ کیوں ہے اس لئے کہ عاشق کی نظر میں معشوق کے اندر ظاہری حسن کا جلوہ موجود ہے۔ اس طرح حسن باطنی یعنی غیر محسوس خوبی اور حسن کا حال ہے۔ حکماء، اولیاء کے ایک ایک فرمان کو ان کے عقیدتمند جان ومال سے عزیز رکھتے ہیں اور ان کے قول کا اتباع کرتے ہیں۔ افلاطون اور ارسطو، سپنسر، امام اعظم ابو حنیفہ، شیخ عبد القادر جیلانی، امام بخاری وہ حضرات ہیں کہ انسانوں کی ایک بڑی جماعت ان کی متبع ہے۔ اس لئے نہیں کہ ان کے چہرے خوبصورت تھے، اسلئے کہ ان میں حکمت علم وتقویٰ کا حسنِ باطنی موجود تھا۔

۲۔ احسان ۔۔۔ انسانوں سے گذر کر حیوانات تک میں یہ جذبہ کارفرما ہے۔ کہ جب کوئی کسی پر احسان کرتا ہے تو جس پر احسان ہوتا ہے وہ اپنے محسن کی اطاعت اور اتباع کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کتا بھی اپنے محسن کے زیرِ فرمان ہوتا ہے۔ اولاد اور شاگردوں کے اتباع میں بھی والدین اور استادوں کے احسان کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ احسان اتباع کا محرک ہے۔ خواہ احسان کم ہو یا زیادہ۔

۳۔ حاکمیۃ ۔۔۔ رعیت حاکموں کی اطاعت کرتی ہے۔ اور محکوم حاکم کے حکم کی اتباع کرتا ہے۔ یہ اس لئے کہ متبوع میں وصف حاکمیت موجود ہے۔ چاہے حکومت کا وہ عہدہ معمولی درجے کا ہو یہاں تک کہ تھانیدار اور تحصیلدار کے حکم کی بھی اطاعت کی جاتی ہے۔ چہ جائیکہ گورنر اور صدرِ مملکت کی۔

۴۔ رحمت وشفقت ۔۔۔ ہر آدمی اپنے مشفق دوست کی بات مانتا ہے۔ اور اس کا اتباع کرتا ہے۔ اولاد بھی شفیق والدین کے قول کی اتباع کرتی ہے۔ اور مرید اپنے مرشد کی اتباع کرتا ہے۔ یہ سب کچھ اس لئے کہ شفیق ہمدرد اور خیر خواہ کی بات میں ہر آدمی اپنا فائدہ سمجھتا ہے۔ اس لئے وہ اتباع پر مجبور ہوتا ہے۔

اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ انسان میں جب ان چار اسباب میں سے ایک سبب بھی موجود ہو اگرچہ وہ سبب معمولی درجے کا ہو تو انسان فطرۃً ایسے انسان کے اتباع پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔ اور اس کے اتباع سے سرِ مو تجاوز نہیں کرتا۔ اب سوچنا یہ ہے کہ کیا خدا اور خالقِ کائنات میں اسبابِ اتباع میں سے کوئی سبب موجود ہے۔ اور اگر موجود ہے تو ایک سبب یا سب

کے سبب اور اگر تمام اسباب اتباع موجود ہیں تو اعلیٰ درجے میں ہیں یا ادنیٰ درجے میں ظاہر ہے کہ خالقِ کائنات میں ایک سبب اتباع کیا بلکہ چاروں کے چار اسباب اعلیٰ درجے میں موجود ہیں۔ نہ ان کے برابر کسی کا حسن ہے۔ کیونکہ ہر حسن کا سرچشمہ وہی ہے۔ اور نہ اس کے برابر کسی کا احسان ہے۔ کیونکہ عرش سے فرش تک اس نے انسان کے لئے اپنا خوانِ نعمت بچھا دیا ہے ــــ وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوھا ان الانسان مظلوم کفار۔ اور نہ ہی کوئی حاکم اسکی حاکمیت کی ہمسری کرسکتا ہے۔ للہ ملک السموات والارض ان الحکم الا للہ ــــ

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
اک وہی ہے حکمران باقی بتانِ آذری

اسکی حاکمیت عالم سفلی وعلوی، دنیا، برزخ آخرت سب گوشوں پر حاوی ہے۔ انسان پر اسکی شفقت اور رحمت ایسی ہے جسکی نظیر نہیں۔ انتہائی نافرمانی کے باوجود اس کے جود و بخشش میں فرق نہیں آتا۔

توجب خالقِ کائنات میں اتباع اور اطاعت کے چاروں اسباب اتباع قوی تر شکل میں موجود ہیں اور اعلیٰ درجے میں موجود ہیں تو کیا اتباعِ الٰہی فطرۃ انسان پر لازم نہ ہوگا اور دوسری جگہوں میں جب یہ اسباب موجب اتباع اور علتِ اطاعت ہیں تو کیا خالق کون و مکان میں تعلیل کا یہ قانون معطل ہو کر رہ جائے گا، ہرگز نہیں، لہٰذا ہم فطرۃ اس یقین پر مجبور ہیں کہ خالقِ کائنات کی اطاعت بدرجۂ اولیٰ لازمی اور ضروری ہے۔ اور یہ انسانی فطرت کا اٹل فیصلہ ہے۔ اب یہ فیصلہ باقی رہ جاتا ہے۔ کہ جب خالقِ کائنات کی اطاعت اور اس کے حکم کا اتباع ضروری ہے۔ تو انسان اس فطری تقاضا کی تکمیل پر عمل پیرا ہونے کے لئے کیا صورت اختیار کرسکتا ہے، اور اسی اتباع کی عملی شکل کیا ہوگی۔

اتباعِ الٰہی کی عملی صورت اور ضرورتِ وحی

اتباع اس کا نام ہے کہ متبوع کے پسندیدہ امور پر عمل کیا جائے اور ناپسندیدہ کو ترک کیا جائے۔ خالق کائنات کی اتباع یہ ہے کہ اس کے پسند کردہ امور پر عمل ہو۔ اور ناپسند امور سے اجتناب ہو سکے۔ اللہ کی مرضیات اور لامرضیات کا علم ضروری ہے۔ یعنی معلوم کرنا ضروری ہے کہ خالق عالم کن کاموں سے خوش ہوتا ہے۔ اور کن سے ناخوش اس علم کا ذریعہ اس کے سوا اور کوئی نہیں کہ خدا خود تبلا دے کہ وہ کن عقائد اخلاق و اعمال سے خوش ہوتا ہے اور کن سے ناخوش، اللہ کی ذات تو ماوراء الوراء ہستی ہے۔ خود اپنے جیسے انسان کی پسند اور ناپسند

کا علم بھی ہمیں اس کے بتلانے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ چاہے ہم اپنا سینہ اس کے سینے سے ملا دیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی پسند اور ناپسند امور بھی اسکی تعلیم و تلقین اور بتلانے کے بغیر ناممکن ہے۔ اور بتلانا کلام کے ذریعہ ہوتا ہے، جو وحی الٰہی ہے۔ لہٰذا اتباعی جذبہ کی تعمیل کے لئے وحی الٰہی دینِ الٰہی اور کلامِ ربانی کا نزول ضروری ہوا۔

وحی کی شکلیں

وحی اور کلام کے ذریعہ انسان کو مرضیاتِ الٰہیہ اور لامرضیات کی تعلیم کی دو صورتیں ہیں ۔۔۔ ۱ ۔۔۔ انفرادی۔ کہ خداوند تعالیٰ ہر انسان کو وحی کے ذریعہ فرداً فرداً یہ تعلیم دے کہ اسکی مرضیات اور لامرضیات کیا ہیں۔ ایسا کرنا خداوند تعالیٰ کے وقار اور شانِ جلال کے خلاف ہے۔ انسانی حاکم بھی اپنی رعیت کے ہر فرد کو خود جا کر اپنا حکم نہیں پہنچاتا ہے۔ بلکہ بالواسطہ پہنچاتا ہے۔ لہٰذا تعلیمِ احکام کی دوسری صورت انتخابی متعین ہوئی کہ حضرتِ حق جل مجدہٗ انسانوں میں سے ایک مقدس اور پاک ہستی کو منتخب کر کے اپنا کلام اور اپنی وحی اس پر نازل فرما دیں اور اسی ہستی کے ذریعہ باقی افراد کو احکامِ الٰہیہ کا ابلاغ ہو، ایسی ہستی کو شریعت کی اصطلاح میں نبی یا رسول کہا جاتا ہے۔ جس کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضرتِ خاتم الانبیاء علیہ السلام پر ختم ہوا کیونکہ وحیِ محمدی کے احکام ابد تک محفوظ ہیں۔ اور تعلیم و تبلیغ کے لئے انبیاء کی ضرورت نہیں علماء امت کافی ہیں ۔۔۔۔۔۔ باقی آئندہ

حمد و مناجات

(جناب مولانا غلام محمد صاحب کراچی۔ مؤلف تذکرہ سلیمان)

جاں را کہ گرفتارِ ستم ہائے زمن ہست
ذکرِ تو شفا بخشِ غم و رنج و محن ہست

وصفت نتواں گفت نہ خاموش تواں ماند
در بزمِ جہاں تا سخن و لطفِ سخن ہست

تو نورِ نظر عین نظر وز نگہم دور
چوں جاں کہ بہ تن ہست ولے خود نہ تن ہست

تو تابشِ ہر ذرہ و تو نورِ سمٰوات
بے یادِ تو کاشانۂ دل بیتِ حزن ہست

ربطِ من و تو فاش تواں گفت و لیکن
مفتی چہ خورند کہ با دار و رسن ہست

یا رب تپشِ شوقِ نہاں تیز و فزوں باد
تا آں کہ رخِ مرغِ قفس سوئے چمن ہست

چشمیست فرو ماندۂ نظر بستۂ لطفت
ایں است کہ سرمایۂ بے مایۂ من ہست

از پرتوِ خور قطرۂ شبنم بہ فلک شد
نومید نیم زانکہ نگاہِ تو بہ من ہست

چوں ماہ ضیا بار ز انوارِ تو بادا
آں ذرۂ بے نور کہ از خاکِ دکن ہست